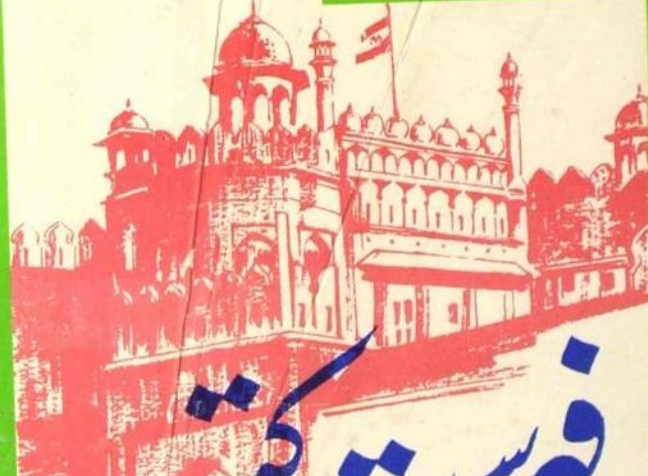

فہرست کتب

جولائی ۱۹۸۷ء

اردو اکادمی دہلی، گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
فون ۲/۶۲۱۱

SALE DEPOT

Urdu Academy, Delhi

GHATA MASJID ROAD, DARYA GANJ, NEW DELHI-2

Phone : 276211

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

دلّی کا آخری دیدار

سیّد وزیر حسن دہلوی نے دلّی کی ٹکسالی زبان میں دلّی کے لال قلعے اور اس کے مکینوں کے شب و روز کی جھلکیاں پیش کی ہیں۔ یہ کتاب آخری مغل دور کی معاشرتی فضا کا منہ بولتا مرقع ہے۔ مہذب انسانوں کی طرح ہر تہذیبی شہر کا بھی ایک مزاجِ زندگی بن جاتا ہے جو صدیوں کے تمدنی شعور اور ذہنی رویّوں کی دین ہوتا ہے۔ شاہ جہاں آباد جس قطعۂ زمین پر بسایا گیا وہ اس سرزمین کا ایک حصّہ تھا جس پر ہندوستان کے وسطی عہد کی تاریخ میں جنم لینے والے تہذیبی انقلاب نے اپنی نمو پذیری کے بہت سے مراحل طے کیے تھے۔ عہدِ وسطیٰ کی دہلی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے معاشرے کے مختلف طبقات کو یکجا کر کے اخوت وسیع النظری، باہمی میل ملاپ اور فطری ارتقا کی راہیں ہموار کیں۔

قاعدہ ہے کہ جب چراغ بجھنے کو ہوتا ہے تو لو بھڑکتی ہے اسی طرح سلطنت تیموریہ کا چراغ جب گُل ہونے کو ہوا تو اس نے وہ روشنی دکھائی اور ایسا سنبھالا لیا جس کی مثال مشکل سے تاریخ میں ملے گی۔ سلطنت دم توڑ رہی تھی لیکن تہذیبی شعور ابھی مردہ نہ ہوا تھا یہاں خانقاہیں بھی تھیں اور شراب خانے بھی، مدرسے بھی تھے اور قمار بازی کے اڈے بھی، لوگ بڑی عقیدت کے ساتھ خانقاہوں اور مزارات پر حاضر ہوتے تھے۔ پھر اسی جوش اور ولولے کے ساتھ طوائفوں کی محفلوں میں شرکت کرتے تھے۔ ان کی رندی اور مذہبیت ساتھ ساتھ چلتی تھی۔ نہ رندی مذہبیت پر غالب آتی تھی نہ مذہبیت رندی پر۔

جس دلّی کا یہ کتاب قصّہ سناتی ہے وہ صرف ایک شہر ہی نہ تھی، ایک تہذیب کا نشان، ایک تمدن کا گہوارہ علم و ادب کا مرکز اور ایک ایسی گزرگاہِ فکر تھی جہاں علم و فن، تعلیم و تربیت، اخلاق و مذہب، حکومت و سیاست کے سانچے صدیوں تک ڈھلے تھے۔ سید ضمیر حسن دہلوی نے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

مصنّف : سید وزیر حسن دہلوی

مرتّب : سید ضمیر حسن دہلوی

صفحات ۷۴

قیمت : ۱۷ روپے

سنہ اشاعت : ۱۹۸۶ء

دلّی والے

اردو اکادمی، دہلی کی طرف سے منعقدہ "دلّی والے سیمینار" میں پڑھے جانے والے خاکوں کا مجموعہ، ان شخصیتوں کے قلمی خاکے جنھوں نے دلّی کی ادبی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے خدّوخال سنوارے کہا جاتا ہے کہ جب شاہ جہاں نے شاہ جہاں آباد یعنی دلّی کو بسایا تو اس شہر کی رونق کو چار چاند لگانے کی غرض سے نہ صرف ملک کے کونے کونے سے بلکہ بیرون ملک سے بھی جملہ شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہنرمندوں کو بلا کر یہاں آباد کیا۔ حالانکہ یہ سلسلہ شاہ جہاں کے عہد سے بہت پہلے سے جاری تھا اور دلّی عہد قدیم سے تہذیب و تمدّن کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔

دلّی کی سرزمین میں وہ کشش ہے کہ جو یہاں آیا یہیں کا ہو رہا۔ اسی وجہ سے اس سیمینار میں ایسی شخصیات پر بھی خاکے لکھوائے گئے جو پیدائشی طور پر تو "دلّی والے" نہیں تھے لیکن انھوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصّہ یہاں گزارا تھا جنھوں نے یہاں کے شب و روز پر اپنی شخصیت کے نقوش مرتسم کیے۔ اور بالآخر یہیں کی مٹی میں سما گئے۔

اچھے خاکے کی تعریف یہ ہے کہ کسی شخصیت کے کچھ اہم یا منفرد پہلو، ایسی خوبی کے ساتھ اجاگر کیے جائیں کہ قاری اس شخصیت کو اپنے روبرو محسوس کرے اور اس کے افکار و کردار کی جھلکیاں بھی دیکھنے کو مل جائیں۔

اس کتاب کو ڈاکٹر صلاح الدین نے مرتّب کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں مبسوط مقدمہ شامل ہے۔ جس میں موضوع سے متعلق اہم نکات پر بحث کی گئی ہے۔

مرتّب : ڈاکٹر صلاح الدین

صفحات : ۳۵۷

قیمت : ۳۶ روپے

سنہ اشاعت : ۱۹۸۶ء

قلعہ معلّٰی کی جھلکیاں

یہ کتاب آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفرؔ کے زمانے کے لال قلعے کی تہذیبی زندگی کا دلچسپ مرقع ہے۔ جس میں لال قلعے کے رسم ورواج، روز وشب کے معمولات اور مغل دور کے آداب کا ذکر، بڑے دل پذیر انداز میں کیا گیا ہے اس کتاب کے مؤلف عرش تیموری ہیں۔ عرش صاحب تیموری خاندان کی یادگار ہیں۔ اگرچہ انھوں نے قلعۂ معلیٰ کی وہ شان اور چہل پہل نہیں دیکھی جس کی یاد ان کے دل کو گدگدا رہی تھی لیکن انہوں نے اپنے دادا اور دوسرے بزرگوں اور بڑے بوڑھوں سے جو کچھ سنا تھا وہ اس کتاب میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس میں بعض ایسی باتیں ملیں گی جو نہ تاریخوں میں ہیں نہ تذکروں میں۔ اس مختصر سی کتاب میں آپ کو بادشاہ، بیگمات اور شہزادے چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔ ان کے اختیارات اور ان کی مجبوریوں کی جھلک دکھائی دے گی۔

دل چسپ اور قابل غور بات یہ ہے کہ "قلعۂ معلیٰ کی جھلکیاں" ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ جب عرشؔ تیموری کی عمر صرف سولہ سال تھی۔ سولہ سال کی عمر میں "قلعۂ معلیٰ کی جھلکیاں" جیسی کتاب تصنیف کر دینا ناممکن نہ سہی غیر معمولی اور حیران کن ضرور ہے۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہوجاتی عرشؔ تیموری نے اس کتاب سے پہلے اپنے شعری مجموعے "خورشید خاور" کے علاوہ چار کتابیں اور مکمل کر لی تھیں۔

اس دور کے دوسرے مصنفین کی طرح عرش تیموری نے اپنے زمانے کے انگریز حکام کے بارے میں کوئی نازیبا بات نہیں کہی ہے۔ لیکن ۱۸۵۷ء سے قبل لال قلعے میں انگریزوں نے اپنی سازشوں کا جو جال پھیلا رکھا تھا اور جس سے قلعہ کا امن چین رفتہ رفتہ تہہ و بالا ہوتا جا رہا تھا اس کی نشان دہی انھوں نے صاف صاف لفظوں میں کی ہے۔ ڈاکٹر اسلم پرویز نے اس کتاب کو اپنے مختصر لیکن جامع مقدمے کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

مصنّف : عرش تیموری

مرتّب : ڈاکٹر اسلم پرویز

صفحات : ۷۲

قیمت : ۷/ روپے

سنہ اشاعت : ۱۹۸۶ء

رسوم دہلی

مولوی سید احمد دہلوی جو "فرہنگِ آصفیہ" کے مرتب کی حیثیت سے آج تک یاد کیے جاتے ہیں انھی مولوی سیّد احمد دہلوی کی ایک اور اہم تصنیف "رسوم دہلی" ہے جس میں لال قلعے کی زندگی اور ۱۹ ویں صدی کی دوسری دہائی تک دلّی میں رائج تمام رسم کا تفصیلی بیان ہے۔ اس موضوع پر یہ واحد کتاب ہے۔ مصنف نے دہلی کے رسم و رواج کا سائنٹیفک انداز میں مطالعہ کیا ہے۔ لہٰذا ہماری آج کی سماجی زندگی میں بھی اس کتاب کی بھرپور معنویت ہے۔

کسی بھی سماج کے تہذیبی، نفسیاتی، مذہبی اور سماجی مطالعے کے لیے رسم و رواج کا مطالعہ ضروری ہے۔ ہماری بیشتر رسوم وہ ہیں جو اس وقت سے رائج ہیں جب سے انسان نے سماجی زندگی کا آغاز کیا ہے۔ ہماری ایک بھی رسم ایسی نہیں ہے جو بے وجہ ہو۔ ہر رسم کی بنیاد کسی نہ کسی مقصد پر ہے۔

ہندوستان کی موجودہ تہذیب اور رسم و رواج کی داستان ہزاروں سال پر مشتمل ہے۔ دنیا کی مختلف نسلوں علاقوں، مذہبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مختلف زمانوں میں ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر لوگوں نے تو اس طرح مستقل سکونت اختیار کرلی کہ ان کی نسلی اور تہذیبی انفرادیت ہی ختم ہوگئی اور بعض لوگ طویل عرصے تک یہاں رہ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ ہندوستانی تہذیب کی تشکیل اور اسے پروان چڑھانے میں ان سب لوگوں نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ڈاکٹر خلیق انجم نے اس کتاب کو نئے انداز سے ترتیب دیا ہے۔ کتاب کے شروع میں مرتب کا طویل مقدمہ شامل ہے جس میں سید احمد دہلوی کے سوانح حیات بیان کیے گئے ہیں اور سماجیاتی نقطۂ نظر سے رسم کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔

مصنّف : مولوی سید احمد دہلوی

مرتّب : ڈاکٹر خلیق انجم

صفحات : ۲۰۸

قیمت : ۲۸ روپے

سنہ اشاعت : ۱۹۸۶ء

داغ دہلوی۔ حیات اور کارنامے

داغ کی تربیت اور ان کے ادبی مزاج کی پرورش لال قلعے میں اس زمانے میں ہوئی تھی جب بہادر شاہ ظفر اور مغل شاہ زادے جانتے تھے کہ مغل حکومت کی شمع کے گل ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اس عہد کے مغلوں اور خاص طور سے بادشاہ کی شاعری کے نشاطیہ لب و لہجے میں حزن و ملال اور مایوسی کی لے تھی۔ یہ لوگ اپنے ذہنی کرب کو نغمہ و شعر میں ڈھال رہے تھے۔ اس کے برعکس داغ کی رگوں میں مغل خون نہیں تھا۔ وہ قلعے کے نہیں، قلعے کے باہر کے آدمی تھے۔ ان کی والدہ چھوٹی بیگم نے ولی عہد مرزا فخرو سے شادی کی تھی۔ داغ ان کے ساتھ قلعے میں داخل ہوئے جہاں انھیں اپنے عہد کے بہترین علوم و فنون حاصل کرنے کا موقع ملا۔ انھوں نے میر تقی میر کے شاگرد غلام حسین شکیبا کے بیٹے سید احمد حسین سے تعلیم حاصل کی۔ محمد امیر پنجہ کش سے خطاطی کا فن سیکھا، مرزا عبداللہ بیگ نے بانک بنوٹ پر قدرت حاصل کرائی۔ سجن خاں اور بندو خاں سے گھوڑ سواری اور خود مرزا فخرو سے تیر اندازی اور بندوق بازی کا فن سیکھا۔ بہادر شاہ ظفر اور ولی عہد مرزا فخرو کے استاد محمد ابراہیم ذوق نے شعری ذوق کی تربیت کی۔

آسودگی کی زندگی نے داغ کو فکر کی سطح پر زندہ دلی، شگفتگی، رجائیت اور لذت اندوزی عطا کی اور لال قلعے کے ماحول نے اظہار کی سطح پر زبان کی سلاست، فصاحت، محاورے اور روزمرہ کا شعور دیا اور انھیں الفاظ کا مزاج شناس بنایا۔

اردو اکادمی، دہلی نے داغ پر دو روزہ سیمینار منعقد کیا تھا۔ اس سیمینار کے ڈائرکٹر ڈاکٹر کامل قریشی تھے۔ انھوں نے اردو کے ممتاز محققوں اور ناقدوں سے داغ کے سوانح، شخصیت اور فن کے مختلف پہلوؤں پر مقالے لکھوائے، جو سیمینار میں پڑھے گئے۔ اس کتاب میں یہی مقالے یکجا کر دیے گئے ہیں۔

مرتب : ڈاکٹر کامل قریشی

صفحات : ۲۳۸

قیمت : ۳۱ روپے۔ (مجلد)

سنہ اشاعت : نومبر ۱۹۸۶ء

عالم میں انتخاب ـــــ دلیؔ

اس کتاب کے پیش لفظ میں پروفیسر سید نورالحسن لکھتے ہیں:

"مہیشور دیال صاحب نے" عالم میں انتخاب ـــ دلیؔ "، لکھ کر نہ صرف ان لوگوں کو ممنونِ احسان کیا ہے جنھیں دلیؔ سے پیار ہے بلکہ ان تمام لوگوں کو بھی زیر بارِ احسان کیا ہے جنھیں ہندوستان کی مشترکہ تہذیب پر ناز ہے اور جو قومی یک جہتی کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ مہیشور دیال صاحب کے اس قول سے چاہے پوری طرح کوئی متفق نہ ہو کہ یہ چیزیں دلی کی دین ہیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان خصوصیتوں کو بڑھاوا دینے میں جو ہاتھ دلیؔ کا ہے وہ شاید کسی اور شہر کا نہیں!"

تیرھویں صدی کی ابتدا میں دہلی ترکوں کی سلطنت کا پایۂ تخت بنا اور ایک کے بعد دوسری جگہ آبادی کے ہٹنے کے باوجود دہلی کی رونق قائم رہی۔ مہیشور دیال صاحب نے لال کوٹ، کلوکری، تغلق آباد، جہاں پناہ، فیروز آباد، دین پناہ اور پرانا قلعہ، شیر گڑھ اور شاہجہاں آباد کا ذکر کیا ہے۔ سب سے زیادہ تفصیلی ذکر شاہجہاں آباد کا ہے۔

لوگ کیسے مکانوں میں رہتے تھے کیا اُن کے شغل اور مشغلے تھے، پھیری والے کیا آوازیں لگاتے تھے، بچوں کے کھیل کود کیا تھے، کھانا پینا، دسترخوان، پان اور حقہؔ اور ان سے متعلق کہاوتیں، دلیؔ کے لوک گیت، تہذیب اور وضع داری، داستان گوئی، تعلیمی ادارے، فنِ خطاطی، تشبیہیں اور استعارے، میلہ اور تہوار غرض کہ ہر وہ چیز جو طرز زندگی کی تصویر کھینچتی ہے، مہیشور دیال صاحب نے پیش کی ہے۔

مصنّف : مہیشور دیال

صفحات : ۵۱۶

قیمت : ۵۳ روپے

سالِ اشاعت: ۱۹۸۷ء

سوانحِ دہلی

بہادر شاہ ظفرؔ کے پہلے ولی عہد ان کے صاحب زادے محمد دارا بخت میراں شاہ تھے۔ ظفرؔ کی تخت نشینی کے سات آٹھ سال بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ محمد دارا بخت کے سب سے بڑے صاحب زادے مرزا احمد اختر تھے۔ جو اس کتاب کے مصنف ہیں۔ کتاب کی تصنیف کے وقت وہ اتر پردیش کے ضلع منظفر نگر کے شہر کیرانے میں مقیم تھے۔ اور آج تک اس خاندان کے لوگ وہاں موجود ہیں۔

"سوانح دہلی" میں اختصار کے ساتھ دہلی کے تاریخی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب سے پہلے اس موضوع پر دو اہم کتابیں سنگی بیگ کی "سیر المنازل" اور سید احمد خاں کی "آثار الصنادید" لکھی جا چکی تھیں لیکن اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ مغل خاندان کے ایک فرد نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اس میں کچھ ایسے واقعات اور حقائق بیان کیے گئے ہیں، جو کہیں اور اب تک نظر سے نہیں گزرے۔ بعض ایسی معلومات بھی فراہم کی گئی ہیں، جن کے مآخذ تک ہماری رسائی نہیں تھی۔

مرزا الٰہی بخش نے بہادر شاہ ظفرؔ کو گرفتار کرانے میں انگریزوں کی مدد کی تھی، ان کے بارے میں مرزا احمد اختر نے معلومات فراہم کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"بعد غدر شاہزادہ ہدایت افزا مرزا الٰہی بخش مغفور کے دو ہزار روپے ماہوار نسلاً بعد نسلٍ مقرر فرمائے۔ اُن کی جاگیر و املاک برقرار رکھی۔ اعزاز قدیم مرعی رکھا۔ ان کے نقصان کے بدلے میں لاکھوں دیے۔ ان کی اولاد کی بدستور پرورش اور مراعات چلی آتی ہے۔"

مصنّف : شاہزادہ مرزا احمد اختر گورگانی

مرتّب : مرغوب عابدی

صفحات : ۶۴

قیمت : ۱۷ روپے

سالِ اشاعت: ۱۹۸۷ء

خواجہ حسن نظامی
حیات اور کارنامے

شمس العلماء، خواجہ حسن نظامی بڑی جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے۔ عالم، صوفی، معلم، مصلح، ادیب، مقرر، تاجر نہ جانے کس کس حیثیت سے انھیں جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ اتنی صفات کسی ایک ذات میں کم ہی جمع ہوا کرتی ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب کے ہاں نہ صرف یہ صفات جمع تھیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کو شرف و وقار بھی ملا تھا۔

خواجہ صاحب کے پاس کتابی علم بھی تھا۔ اور وہ علم بھی جو کتاب کا محتاج بنے بغیر حاصل کیا جاتا ہے۔ خواجہ صاحب نے کائنات کی چھوٹی بڑی سب اشیا کو پڑھا۔ گھاس کے تنکے، دیاسلائی، مکھی، مچھر، الو سے لے کر اعلیٰ موضوعات تک کو انھوں نے اپنے مطالعے کے لئے چنا اور اپنے اس مطالعے کے نتائج کی اطلاع سب کو دی۔ خواجہ صاحب اُردو کے صاحب طرز انشا پرداز تھے۔ زیر نظر کتاب میں جو مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان میں خواجہ صاحب کے ادبی کمالات کا خاصی تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ ان سب مضامین نے خواجہ صاحب اور ان کے کمالات کے تعارف کا حق بڑی حد تک ادا کردیا ہے۔

مرتّب : خواجہ حسن ثانی نظامی

ضخامت : ۲۰۸

قیمت : ۲۹ روپے

سالِ اشاعت: ۱۹۸۷ء

دیوانِ حالی

مولانا حالیؔ کے دیوان کی یہ اشاعت ان لوگوں کے لیے ایک نئی بشارت کا حکم رکھتی ہے جو نئی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، مگر کلاسکی رنگِ تغزل کے مارے ہوئے ہیں، اور آج بھی، یعنی سائنس اور ٹکنالوجی کے اِس عافیت آشوب زمانے میں بھی غزلیہ شاعری کو حصولِ مسرّت کا اور جمالیاتی احساس کی تسکین کا بے مثال وسیلہ سمجھتے ہیں۔

مولانا حالیؔ کا یہ دیوان ایک اور اعتبار سے بھی ہماری توجہ کا طلب گار ہے۔ اس مجموعے میں رنگِ جدید کی ترجمان جو غزلیں ہیں، ان کی سطحیّت اور بے رنگی اس پر دلالت کرتی ہے کہ غزلیہ شاعری کو جب سماجی افادیت اور قومی اصلاح کے مضامین سے گراں بار کیا جائے گا اور اسے وعظ و پند کا ترجمان بنایا جائے گا، تو یہ مقاصد خواہ حاصل ہوں یا نہ ہوں، غزل اُس لطافت اور نفاست سے محروم ہو جائے گی جو اُس کی امتیازی صفت رہی ہے۔ اُس میں نہ تہ داری ہوگی نہ تاثیر۔

مولانا حالیؔ کے اِس دیوان میں غزلوں کے ساتھ ساتھ کچھ اور اصنافِ سخن بھی ہیں، مگر ان کی حیثیت ضمنی ہے، اصل حیثیت غزلوں کی ہے، اور یوں صحیح معنی میں اس کو غزلوں کا مجموعہ کہنا چاہیے۔

اِس دیوان میں مرثیۂ غالب بھی شامل ہے اور یہ واقعہ ہے کہ شخصی مرثیوں میں یہ بے مثال اور منفرد مرثیہ ہے۔ حالیؔ نے گویا کاغذ پر کلیجا نکال کر رکھ دیا ہے۔ اُن کی طبیعت کا گداز اِس کے ہر شعر میں سما گیا ہے۔

مصنّف : مولانا الطاف حسین حالیؔ

مقدمہ : رشید حسن خاں

صفحات : ۲۳۲

قیمت : ۲۴ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

فہرست کتب

جولائی ۱۹۸۷ء

سیل ڈپو:

اردو اکادمی، دہلی، گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲

فون: ۲۷۶۲۱۱

چراغِ دہلی

میرزا حیرت دہلوی اپنے زمانے کے مشہور و ممتاز ادیبوں میں تھے۔ دہلی پر ان کی کتاب "چراغ دہلی" بہت اہم تصنیف ہے، جو کرزن پریس دہلی سے ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں محمد حسین آزاد کی "آب حیات" اور سرسید کی "آثار الصنادید" کے انداز پر اردو زبان اور ادب کی تاریخ لکھی گئی ہے اور "آثار الصنادید" کو نمونہ بنا کر دہلی کی تاریخی عمارتوں کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ شروع میں اردو کی ابتدا سے بحث کی ہے۔ پھر ہندی زبان کی مختصر تاریخ بیان کر کے کبیر، گرونانک، سورداس، کیشوداس، بہاری لال اور تلسی داس کے حالات مختصر طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد دکن کے شجاع الدین نوری سے ذوق اور غالب تک چند اہم شاعروں کے کلام پر تنقیدی رائے دی گئی ہے۔

دہلی کی سماجی، سیاسی، لسانی، ادبی، تہذیبی زندگی کے بارے میں یہ کتاب بہت اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔ اس لیے اردو اکادمی کی تحقیقی اشاعتی کمیٹی نے اسے فوٹو آفسیٹ کے ذریعے شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیوں کہ اگر اس کی کتابت کرائی جاتی تو یقیناً کتابت کی غلطیوں کا اضافہ ہو جاتا۔ پچاسی سال بعد اس کتاب کی طباعت دوبارہ عمل میں آئی ہے۔

مصنّف : میرزا حیرت دہلوی

صفحات : ۵۳۶

قیمت : ۳۹ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

اردو صحافت

اردو صحافت کو وجود میں آئے تقریباً ۱۶۵ سال ہو گئے ہیں۔ اس مدّت میں اردو صحافت نے ہندوستانی سماج میں بہت اہم رول ادا کیا ہے، یہ صحیح ہے کہ ہندوستان کی تمام زبانوں کے اخباروں نے آزادی کی جنگ میں نمایاں حصّہ لیا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میدان میں اردو اخبارات سب سے آگے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی حکومت نے جن اخباروں کی طباعت پر پابندی عائد کی، جن کی ضمانتیں ضبط کیں، یا جن کی کچھ مخصوص اشاعتوں کو ضبط کیا، ان میں سب سے زیادہ بلکہ غیر معمولی تعداد اردو اخباروں کی تھی۔ اس طرح ہندوستانی اخباروں کے جن مدیروں کو باغیانہ تحریروں کے جرم میں قید و بند کے مرحلوں سے گزرنا پڑا ان میں بھی سب سے زیادہ تعداد اردو اخبار کے مدیروں کی تھی۔

اردو اکادمی، دہلی نے اردو صحافت پر سہ روزہ سیمینار منعقد کیا تھا جس کے ڈائرکٹر انور علی دہلوی صاحب تھے۔ انور صاحب نے سیمینار کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جن میں اردو صحافت کی تاریخ، اس کی خصوصیات، سیاست اور ادب میں اس کا رول اور اس کے مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کئی ایسے موضوع ہیں، جن پر پہلی بار لکھا گیا ہے۔ اس طرح مقالوں کا یہ مجموعہ اردو صحافت پر ایک اہم دستاویز بن گئی ہے۔

مرتّب : انور علی دہلوی

صفحات : ۳۲۲

قیمت : ۳۲ روپے

سال اشاعت: ۱۹۸۷ء

دہلی کے اسکولوں میں
اردو نصاب کے مسائل

اسکولوں کے اردو نصاب کی تالیف و اشاعت کئی اعتبار سے اہم ہے پہلی بات تو یہ کہ اردو کی طرف عام رویّے کی بناپر جو وسائل اور آسانیاں عموماً دوسری زبانوں کو حاصل ہیں ان سے اردو کے اسکول محروم رہے ہیں۔ ان محدود وسائل کے بھی امکانات سے جتنا فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا وہ نہیں اٹھایا گیا اور اس میں خود ہم اردو والوں کا قصور زیادہ ہے۔

آج جب کہ ایک نئی تعلیمی پالیسی کو عمل میں لانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور سارے ملک میں تعلیم سے دلچسپی رکھنے والے لوگ مجوزہ پالیسی پر غور وخوض کر رہے ہیں تو لازم ہے کہ اردو کی ضرورتوں کے پیش نظر ہم بھی اس بحث ومباحثے میں شریک ہوں اور اپنے خیالات کو اربابِ حل وعقد تک پہنچائیں۔

دہلی اردو اکادمی کی طرف سے نصابات پر ایک سیمنار منعقد کیا گیا تھا تاکہ اس سے متعلق مسائل کا جائزہ لیا جائے اور اس جائزے کی بنیاد پر ایسی تجاویز مرتب کی جائیں جن سے نصاب کی تالیف واشاعت میں آئندہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔ یہ کتاب ان مقالات پر مشتمل ہے جو اس سیمنار میں پڑھے گئے۔

سیمنار میں جن حضرات نے مقالے پیش کیے وہ سب جانے پہچانے حضرات ہیں انھوں نے درس وتدریس میں ایک عمر گزاری ہے نصاب کے مسائل پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کے افکار وتجاویز سے اردو دنیا استفادہ کرے گی۔

مرتّب : صدیق الرحمٰن قدوائی

صفحات : ۱۸۷

قیمت : ۲۳ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

نوبتِ پنج روزہ
یعنی
وداعِ ظفر

علاّمہ راشد الخیری کی تصانیف کی ایک بڑی تعداد ہے جو ۳۰،۳۱ تک پہنچتی ہے، نوبتِ پنج روزہ (وداعِ ظفر) علاّمہ کی دورِ آخر سے نسبت رکھنے والی چار تصانیف میں سے ایک ہے اس سے متعلق علاّمہ کے فرزند رشید رازق الخیری کا بیان ہے:

"اگست ۱۹۲۴ء میں علاّمہ نے "وداعِ ظفر" یعنی آخری تاجدار مغلیہ سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفرؔ کی پانچ نوبتیں لکھنی شروع کی تھیں اور پہلی نوبت گنگا پور رسٹی میں لکھی گئی تھی۔ دوسری نوبت ۱۹۲۸ تک لکھنے کی نوبت نہ آئی جب میں نے بہت اصرار کیا تو دو ماہ میں کتاب پوری کر دی۔"

نوبتِ پنج روزہ یا وداعِ ظفر، علاّمہ راشد الخیری کی نہایت اہم ادبی نگارشات میں سے ہے یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بھی اپنے قارئین کے لیے خصوصی دل چسپی کا سبب بنی رہی ہے اور ایک تہذیبی مرقع نگار اور مصورِ غم کی حیثیت سے بھی علاّمہ کے مخصوص طرزِ نگارش نے اسے پرکشش ادبی عناصر سے آراستہ کیا ہے۔

غالب نے ایک خط میں لکھا ہے" دہلی کی زندگی منحصر کئی ہنگاموں پر تھی قلعہ، چاندنی چوک، جامع مسجد، ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال میلہ پھول والوں کا۔" علاّمہ نے ان عناصر کو یک جا کرکے "نوبتِ پنج روزہ" کے خوبصورت خاکے تیار کیے ہیں۔

مصنّف : علامہ راشد الخیری

مرتّب : ڈاکٹر تنویر احمد علوی

صفحات : ۱۵۸

قیمت : ۲۳ روپے

سالِ اشاعت: ۱۹۸۷

دلّی کی آخری بہار

راشد الخیری ۱۸۷۰ء میں دلّی میں پیدا ہوئے۔ گویا ان کا تعلق اُس نسل سے تھا، جسے پرانی تہذیب کے بزرگوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ راشد الخیری نے جب ہوش سنبھالا تو دہلی کو اجڑے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔ مغل بادشاہ اور لال قلعے کی عظمت کے قصّے ابھی قصہ پارینہ نہیں بنے تھے۔

راشد الخیری کو اُن لوگوں کی باتیں سننے کا موقع ملا تھا، لاکھ تباہی اور بربادی کے باوجود جن کی نظر میں ۱۸۵۷ء سے قبل کے دن سنہری دن تھے اور جو اُن دنوں کا قصّے سناتے ہوئے خون کے آنسو روتے تھے۔ راشد الخیری کی تحریروں پر اس خون کے دھبے نظر آتے ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی خون کے آنسو روتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ راشد الخیری کی تحریروں میں جذباتیت زیادہ ہے، لیکن اس جذباتیت کی بنیاد حقیقت پر ہے، ہاں، کبھی کبھی جذباتیت واقعات کو مبالغہ آمیز کردیتی ہے۔ راشد الخیری کی اس طرح کی کتابوں کی اہمیت یہ ہے کہ یہ دہلوی نثر کا بہترین نمونہ ہیں اور دہلی کے سماجی اور تاریخی واقعات کا اہم ماخذ ہیں۔

مصنّف : علامہ راشد الخیری

مرتّب : سید ضمیر حسن دہلوی

صفحات : ۱۲۷

قیمت : ۲۰ روپے

سالِ اشاعت: ۱۹۸۷ء

اردو غزل

برصغیر کی تمام زبانوں کی اصنافِ ادب کو سامنے رکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ان سب میں مقبول ترین صنف اردو غزل ہے جس نے عوام اور خواص سبھی کے دلوں میں اپنی جگہ بنائی ہے۔

غزل صرف شاعری نہیں بلکہ ہماری ذہنی اور جذباتی زندگی کا منظر نامہ ہے۔ اس نے حسن و عشق اور ساغر و مینا کے استعاروں میں ہر عہد کی تہذیب و معاشرت اور ہر دور کے ذہنی اور جذباتی رویّوں کی عکاسی کی ہے۔ سیاسی اور سماجی حالات کی منہ بولتی تصویریں پیش کی ہیں، جبر و استحصال کے خلاف آواز بلند کی ہے اور آزادی اور انصاف کی لے کو تیز تر کرنے میں معاون رہی ہے۔

اس کتاب میں ہندوستان اور پاکستان کے ممتاز نقادوں کے مقالے شامل ہیں جو ماضی سے حال تک غزل کے اہم رجحانات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اردو غزل کے عہد بہ عہد مطالعے کے لیے یہ کتاب بیحد مفید ثابت ہوگی۔

مرتّب : ڈاکٹر کامل قریشی

صفحات : ۳۵۹

قیمت : ۳۱ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

اُردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب

ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ اس تہذیب کی بنیاد پڑی جسے ہم مشترکہ ہندوستانی تہذیب کہتے ہیں۔ ہندوستان میں داخل ہونے والے پہلے مسلمان عرب تھے، پھر ترک اور مغل آئے اور انھوں نے یہاں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ یہ حکمراں خاندان تہذیب و تمدن کی اعلیٰ روایات ساتھ لائے تھے لیکن مقامی آبادی اپنی الگ تہذیبی اور تمدنی روایات رکھتی تھی۔ ابتدا میں غالباً ان کا ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہوا ہوگا لیکن بالآخر ان کے امتزاج سے ایک نئی تہذیب وجود میں آئی جو رواداری اور کشادہ دلی کی قدروں کی حامل تھی۔ مغل دور میں اس تہذیب کو عروج حاصل ہوا اور آج ہمارے علوم و فنون کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جسے اس تہذیب کی فیض رسانی سے بے بہرہ کہا جا سکے۔

اس کتاب میں ممتاز دانشوروں کے جو مقالے شامل ہیں وہ اس مشترکہ تہذیب کی تشکیل اور اس کے فروغ کے مختلف مراحل کو سامنے لاتے ہیں اور اس کی روح کو اجاگر کرتے ہیں، نیز اردو نے اس روح کی جس طور ترجمانی کی ہے اس سے خیال انگیز بحث کرتے ہیں۔

مرتّب : ڈاکٹر کامل قریشی

صفحات : ۴۵۹

قیمت : ۳۹ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

لال قلعے کی ایک جھلک

آخری مغل بادشاہوں کے زمانے کی دہلی اور لال قلعے کی سیاسی، سماجی اور تہذیبی زندگی کی جھلکیاں کتاب کے شروع میں لال قلعے اور بہادر شاہ ظفرؔ کے کچھ حالات ظفرؔ کے زمانہ محل کے باورچی خانے کی بکاول ننھی خانم کی زبانی سنائے گئے ہیں۔ ننھی خانم بہادر شاہ ظفر سے بہت قریب تھیں اس لیے انھوں نے ظفرؔ کی زندگی اور ان کے عادات واطوار کے بارے میں اہم معلومات فراہم کی ہیں۔

ناصر نذیر فراقؔ نے شاہ جہاں کی صاحبزادی جہاں آرا، اکبر شاہ ثانی کے صاحبزادے مرزا جہاں گیر کے کچھ ایسے حالات بیان کیے ہیں، جو ان تفصیلات کے ساتھ کہیں اور میری نظر سے نہیں گزرے۔ ۱۸۵۷ء کے ناکام انقلاب کے کچھ حالات بیان کیے گئے ہیں اور اس ضمن میں بیسویں صدی کے زبردست عالم اردو کے ممتاز شاعر اور اپنے زمانے کے صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ کے وہ حالات بیان کیے ہیں جو کہیں اور نہیں ملتے۔ بعض ایسے لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے، جنھیں وقت کے دھندلکوں نے اپنے دامن میں چھپا لیا تھا۔ ان میں بہرام خاں گویا، لڈو بیگ، میر الفت علی، مرزا کوکر بیگ اور پنجاب کے مولوی محمد اکرام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ جو کہیں اور نہیں ملتے۔

مصنّف : حکیم خواجہ سید ناصر نذیر فراقؔ دہلوی
مرتّب : ڈاکٹر انتظار مرزا
صفحات : ۱۰۹
قیمت : ۱۹ روپے
سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

دلیؔ کی تہذیب

دلیؔ صرف ایک شہر ہی نہیں، بلکہ صدیوں سے ہندوستانی تہذیب کا مرکز رہا ہے۔ اس کی تاریخ صرف ایک شہر کی نہیں بلکہ پورے برصغیر کی تاریخ ہے۔ یہاں بارہا وہ قتل وغارت گری ہوئی ہے جس پر ہلاکو خاں کو بھی شرم آئے۔ لیکن یہیں علم وفن اور اخلاق و مذہب نے بھی ایسی ترقی کی کہ اس کے آگے سمرقند و بخارا بھی ماند پڑ گئے۔ یہیں اُس مشترکہ تہذیب نے جنم لیا، جس نے مختلف مذاہب اور مختلف عقائد و نظریات کے لوگوں کو ایک ساتھ زندہ رہنے کا سلیقہ سکھایا۔

موجودہ پرانی دلیؔ اور اس کے اطراف میں دس پندرہ کلومیٹر کے علاقے میں پھیلی ہوئی تاریخی عمارتیں دلیؔ کے لگ بھگ ایک ہزار سال کی اُس زندگی کی منہ بولتی تصویریں ہیں، جو اُس زمین پر پتھروں سے لکھی گئی ہے۔ یہ مختلف حکمراں خاندانوں کے سیاسی عروج و زوال ہی کی نہیں بلکہ ہندوستانی ذہن کے تہذیبی، علمی اور فنیؔ ارتقا کی داستان بھی سناتی ہیں۔ یہ یادگار ہیں، اُن بادشاہوں کی، جن کی تلواریں ہزاروں انسانوں کی قسمتوں کا فیصلہ کرتی تھیں۔ اُن فنکار ہاتھوں کی جنھوں نے اپنے عہد کی زندگی کی تاریخ کو زمین پر پتھروں سے لکھا تھا۔ دلیؔ کی خانقاہیں اور درگاہیں کہانی سناتی ہیں، اُن بزرگ صوفیوں کی، جنھوں نے ہمیشہ ہر طرح کے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی۔ اور بلا امتیاز مذہب و ملّت انسان کے زخموں پر مرہم رکھا۔

مرتّب : ڈاکٹر انتظار مرزا

صفحات : ۸۴

قیمت : ۱۷ روپے

سال اشاعت : ۱۹۸۷ء

ڈائرکٹری

اردو ناشرین و تاجرانِ کتب

اس ڈائرکٹری کی اشاعت کا مقصد اردو کتابوں کی فروخت کو فروغ دینا ہے۔ اس میں ہندوستان اور بیرونِ ہندوستان کے اردو ناشروں اور کتب فروشوں کے علاوہ اردو لائبریریوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اردو شعبوں، اردو اکادمیوں اور ریلوے بک اسٹالوں کے پتے بھی شامل ہیں جن کی تعداد بالترتیب اس طرح ہے:

ناشرین اور تاجرانِ کتب (ہندوستان)	۱۸۹۸ پتے
ناشرین اور تاجرانِ کتب (غیر ممالک)	۲۵۰ پتے
اردو لائبریریاں	۱۱۲۷ پتے
اردو شعبے	۱۰۹ پتے
اردو اکادمیاں	۱۴ پتے
سرکاری اردو ادارے	۷ پتے
ریلوے بک سٹال	۵ پتے

سب پتوں میں پن کوڈ نمبر بھی لکھے گئے ہیں تاکہ خط بہ سہولت اور ہر وقت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ غیر ملکی پتے انگریزی میں درج کیے گئے ہیں۔

اردو کے ہر ناشر اور کتب فروش کے پاس اس ڈائرکٹری کی موجودگی ضروری ہے۔

مرتّب : انور علی دہلوی

صفحات : ۶۸۰

قیمت : ۵۰ روپے

سالِ اشاعت : ۱۹۸۷ء

...سے پہلے چند گزارشات

(۱) فرمائش بھیجتے وقت اپنا پتا صاف اور مکمل لکھیے۔

(۲) فرمائش کے ساتھ مجموعی رقم کی چوتھائی بطور پیشگی ضرور ارسال کیجیے تاکہ فرمائش کی فوری تعمیل ہو سکے۔

(۳) مطلوبہ کتابوں میں سے اگر کوئی کتاب ہمارے پاس دستیاب نہیں ہوئی تو آپ کو فوراً اس کی اطلاع دی جائے گی۔

(۴) فرمائش بڑی ہونے کی صورت میں مال اپنے قریبی ریلوے اسٹیشن پر منگوائیں۔ مال بذریعہ ریلوے منگوانے پر خرچ کم ہوتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کا نام صاف، خوشخط بلکہ انگریزی میں بھی لکھیے۔

(۵) ڈاک یا پارسل کے اخراجات خریدار کے ذمّہ ہوں گے۔

(۶) اگر بل میں کوئی غلطی رہ جائے تو ہمیں بلا تکلّف لکھیے۔ آپ کی شکایت فوراً دور کی جائے گی۔

(۷) کتابوں کی خرید و فروخت سے متعلق تمام خط و کتابت انچارج سیل ڈپو کے نام کریں۔

(۸) اکادمی کی شائع کردہ تمام کتابیں بذریعہ آفسیٹ طبع ہوئی ہیں۔

(۹) اکادمی کی مطبوعات کا اشاعتی سلسلہ ۱۹۸۶ سے شروع ہوا ہے۔

(۱۰) اکادمی کی سیل ڈپو کا کوئی سول ڈسٹری بیوٹر نہیں ہے۔

(۱۱) لائبریری کو ۱۵٪ فی صد کمیشن پر کتابیں فروخت کی جائیں گی۔

(۱۲) مبلغ پانچ سو روپے تک کی کتابوں پر ۳۳⅓٪ فی صد کمیشن دیا جائے گا۔

(۱۳) مبلغ پانچ سو روپے سے زائد کتابوں پر ۴۰٪ فی صد کمیشن دیا جائے گا۔

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

اکادمی کی زیرِ طبع کتابیں

۱۔ نیا اُردو افسانہ ورکشاپ/سیمینار	مرتّبہ	پروفیسر گوپی چند نارنگ
۲۔ آثار الصّنادید	مرتّبہ	ڈاکٹر خلیق انجم
۳۔ حواشی ابوالکلام آزاد	مرتّبہ	سید مسیح الحسن
۴۔ مصنّفین وشعراء کی ڈائرکٹری	مرتّبہ	پروفیسر گوپی چند نارنگ جناب عبداللطیف اعظمی
۵۔ انتخابِ مضامین مرزا محمود بیگ	مرتّبہ	ڈاکٹر کامل قریشی
۶۔ انتخابِ مضامین مرزا فرحت اللہ بیگ	مرتّبہ	ڈاکٹر اسلم پرویز
۷۔ نئی تعلیمی پالیسی اور اُردو تدریس	مرتّبہ	سیّد شریف الحسن نقوی
۸۔ ڈاکٹر ذاکر حسین: حیات اور کارنامے	مرتّبہ	ڈاکٹر کامل قریشی
۹۔ اُردو شاعری میں ہندی اصناف	مرتّبہ	پروفیسر گوپی چند نارنگ
۱۰۔ بارہ ماسہ	مصنّف	ڈاکٹر تنویر احمد علوی
۱۱۔ دہلی اور اس کے اطراف	مرتّبہ	ڈاکٹر صادقہ ذکی
۱۲۔ دہلی کے مشائخ کی ادبی خدمات	مصنّف	بیگم ریحانہ فاروقی
۱۳۔ دِلّی والے (جلد دوم)	مرتّبہ	ڈاکٹر صلاح الدین
۱۴۔ اُردو مرثیہ	مرتّبہ	ڈاکٹر شارب ردولوی
۱۵۔ اُردو ریسرچ اسکالرز سیمینار	مرتّبہ	پروفیسر گوپی چند نارنگ
۱۶۔ مقالاتِ طنز و مزاح	مرتّبہ	پروفیسر ظہیر احمد صدّیقی
۱۷۔ آنند نرائن ملّا کے کلام کا انتخاب	مرتّبہ	ڈاکٹر خلیق انجم
۱۸۔ انتخابِ داغ	مرتّبہ	بیگم ممتاز مرزا
۱۹۔ دہلوی اُردو کی کرخنداری بولی	مصنّف	پروفیسر گوپی چند نارنگ

این سی ای آر ٹی کی اُردو کتابیں

اُردو اکادمی، دہلی سے حاصِل کی جاسکتی ہیں

اُردو اسکولوں کے طالب علموں، اساتذہ اور والدین کو این سی ای آر ٹی کی اُردو کتابیں حاصل کرنے میں بہت زحمت ہورہی تھی۔ اس سلسلے میں اکادمی کو بھی شکایتیں موصول ہوتی رہتی تھیں۔

اکادمی نے این سی ای آر ٹی سے گفت وشنید کرنے کے بعد دہلی اور قرب وجوار کے علاقوں کے لیے تقسیم کار کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ اب این سی ای آر ٹی کی اُردو کتابیں اکادمی کے دفتر (گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲) سے کتب فروش حضرات ۱۵ فیصد کمیشن پر اور مدارس ۱۰ فیصد کمیشن پر خرید سکتے ہیں۔ انفرادی خریدار یہ کتابیں کتب فروشوں سے حاصل کریں۔

کتب فروش اور مدارس دفتری دنوں میں صبح ۱۰ بجے سے ایک بجے تک دفتر اکادمی سے کتابیں لے سکتے ہیں۔ ان کتابوں کے ڈاک سے موصول ہونے والے آرڈروں کی تعمیل سے ہم قاصر رہیں گے۔ خواہشمند ذاتی طور پر سیل کاؤنٹر سے حاصل کریں۔

آپ کے ذوق مطالعہ کی بھرپور تسکین کا ضامن

اردو اکادمی، دہلی
کا
ماہانہ رسالہ

ایوانِ اردو
دہلی

ہر ماہ منتخب موضوعات پر اعلیٰ تحقیقی، تنقیدی اور معلوماتی
مضامین ——— اور تخلیقی ادب کی تمام اہم اصناف کی مکمل نمائندگی

ملک اور بیرونِ ملک کے نئے پرانے اہلِ قلم کے تعاون کے ساتھ

ادارۂ تحریر
سید شریف الحسن نقوی
مخمور سعیدی

فی شمارہ: ڈھائی روپے
زرِ سالانہ: ۲۵ روپے

سائز: ۲۰×۳۰/۸
صفحات: ۵۶

آج ہی
مبلغ ۲۵ روپے منی آرڈر، پوسٹل آرڈر یا کراسڈ چیک
کے ذریعے، جو سکریٹری اردو اکادمی، دہلی کے نام کا ہو، بھیج کر
اس رسالے کی سالانہ خریداری قبول فرمائیں اور اپنی مادری زبان کے فروغ
میں حصہ دار بنیں۔
ایجنٹ حضرات خط لکھ کر شرائط ایجنسی طلب کریں

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ
ماہنامہ ایوانِ اردو، اردو اکادمی، دہلی۔ گھٹا مسجد روڈ، دریا گنج، نئی دہلی ۲

اکادمی کے اغراض و مقاصد

(۱) دہلی کی لسانی تہذیب کے مشترکہ حصے کے طور پر اردو زبان اور ادب کا تحفّظ اور ارتقا۔

(۲) اردو میں ادبی اور معیاری تصنیفات اور بچّوں کی کتابوں کی اشاعت اور حوصلہ افزائی۔

(۳) اردو میں ادبی اور سائنسی اور دوسرے موضوعات سے متعلق ایسی اہم کتابوں کے تراجم کا اہتمام کرنا جن کا ابھی تک اردو زبان میں ترجمہ نہ ہوا ہو۔

(۴) اردو میں حوالہ جاتی کتابوں کی تالیف و اشاعت۔

(۵) قدیم اردو ادب کی صحیح ترتیب و تدوین کے بعد اشاعت۔

(۶) اردو کے غیر مطبوعہ معیاری ادب پاروں کی اشاعت۔

(۷) اردو کے مستحق مصنّفین کی غیر مطبوعہ تصنیفات کی اشاعت میں تعاون۔

(۸) گذشتہ ایک سال کے دوران مطبوعہ اردو تصنیفات کے مصنّفوں کو انعامات کی تقسیم۔

(۹) اردو کے عمر رسیدہ اور مستحق مصنفین کی ماہانہ مالی اعانت

(۱۰) اردو اسکالروں کو اعلیٰ تعلیم کے لیے ایک مقررہ مدّت کے لیے مالی اعانت کے ساتھ دوسری سہولتیں بہم پہنچانا۔

(۱۱) مشہور اسکالروں اور دوسری اہم شخصیتوں کو جلسوں کو خطاب کرنے کے لیے دعوت دینا۔

۱۲۔ ادبی موضوعات پر سمینار، سمپوزیم، کانفرنس اور نشستیں منعقد کرنا جن میں عالمی ادبی رجحانات کے منظر میں اردو کے مسائل پر بحث و مباحثہ ہو اسی کے ساتھ اردو کی تدریس اور اس کے استعمال سے متعلق سرکاری احکامات کی تعمیل و تکمیل کا جائزہ اور ان مقاصد کو پورا کرنے کے لیے مختلف ایسی ادبی اور تہذیبی تنظیموں کو مالی اعانت دینا جو کہ اسی طرح کی نشستیں منعقد کرتی ہیں۔ لیکن یہ مالی اعانت ایک معاملے میں پانچ سو روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔

۱۳۔ اردو میں اعلیٰ معیار کے رسالے جریدے اور اسی طرح کی دوسری مطبوعات کی اشاعت۔

۱۴۔ اِن ضابطوں کے تحت مطبوعات کی فروخت کا اہتمام۔

۱۵۔ اکادمی کے لیے منقولہ اور غیر منقولہ جائداد حاصل کرنا لیکن شرط یہ ہے کہ غیر منقولہ جائداد کے حصول سے پہلے دہلی انتظامیہ کی پیشگی منظوری ضروری ہوگی۔

۱۶۔ اردو کی تعلیم، اس کے استعمال اور سرکاری احکامات کی تکمیل میں حائل دشواریوں اور اردو بولنے والوں کے مطالبوں کو دہلی انتظامیہ کے علم میں لانا۔

۱۷۔ ایسے سبھی جائز اقدامات کرنا اور قانونی کارروائیاں کرنا جن سے مذکورہ مقاصد کے فروغ و تعمیل میں مدد مل سکتی ہو۔

۱۸۔ سوسائٹی کی ساری آمدنی سوسائٹی کے اغراض و مقاصد کے حصول ہی کے لیے خرچ کی جائے گی۔

اردو اکادمی، دہلی
کی مطبوعات ایک نظر میں

۱۹۸۶ کی مطبوعات

۱۔ مولانا ابوالکلام آزاد شخصیت اور کارنامے مرتّب ڈاکٹر خلیق انجم، قیمت ۴۸ روپیے صفحات ۵۰۲

۲۔ بزم آخر، مصنف منشی فیض الدین، مرتب ڈاکٹر کامل قریشی قیمت ۲۱ روپیے صفحات ۱۲۴

۳۔ دہلی کی آخری شمع، مصنف مرزا فرحت اللہ بیگ، مرتب ڈاکٹر صلاح الدین قیمت ۲۲ روپیے صفحات ۱۴۷

۴۔ دلی کا آخری دیدار، مصنف سیّد وزیر حسن دہلوی مرتب سیّد ضمیر حسن دہلوی قیمت ۱۷ روپیے صفحات ۴۷

۵۔ دلّی والے، مرتب ڈاکٹر صلاح الدین، قیمت ۳۶ روپیے صفحات ۳۵۷

۶۔ قلعہ معلّٰی کی جھلکیاں، مصنف عرش تیموری، مرتّب ڈاکٹر اسلم پرویز قیمت ۱۷ روپیے صفحات ۲۷

۷۔ رسوم دہلی، مصنف سید احمد دہلوی مرتّب ڈاکٹر خلیق انجم قیمت ۲۸ روپیے صفحات ۲۰۸

۸۔ داغ دہلوی حیات اور کارنامے، مرتب ڈاکٹر کامل قریشی قیمت ۳۱ روپیے صفحات ۲۳۷

۱۹۸۷ کی مطبوعات

۹۔ عالم میں انتخاب۔ دلّی، مرتب مہیشور دیال قیمت ۵۲ روپیے صفحات ۵۲۱

۱۰۔ سوانح دہلی، مصنف شاہزادہ مرزا احمد اختر گورگانی، مرتّب مرغوب عابدی قیمت ۱۷ روپیے صفحات ۶۴

۱۱۔ خواجہ حسن نظامی حیات اور کارنامے مرتّب خواجہ حسن ثانی نظامی قیمت ۲۹ روپیے صفحات ۲۰۸

۱۲۔ دیوان حالی، مصنف مولانا الطاف حسین حالی، مقدمہ رشید حسن خان قیمت ۲۴ روپیے صفحات ۲۲۲

۱۳۔ چراغ دلّی، مصنف میرزا حیرت دہلوی قیمت ۳۹ روپیے صفحات ۵۳۶

۱۴۔ اردو صحافت، مرتب انور علی دہلوی، قیمت ۳۲ روپیے صفحات ۳۳۲

۱۵۔ دہلی کے اسکولوں میں اردو نصاب کے مسائل، مرتّب صدیق الرحمان قدوائی قیمت ۲۳ روپیے صفحات ۱۸۷

۱۶۔ نوبت پنج روزہ یعنی وداع ظفر، مصنف علامہ راشد الخیری مرتب ڈاکٹر تنویر احمد علوی قیمت ۲۲ روپیے صفحات ۱۵۸

۱۷۔ دلّی کی آخری بہار مصنف علامہ راشد الخیری مرتب سید ضمیر حسن دہلوی قیمت ۲۰ روپیے صفحات ۱۲۷

۱۸۔ لال قلعہ کی ایک جھلک، مصنف حکیم خواجہ سید ناصر نذیر الدین فراق دہلوی مرتب ڈاکٹر انتظار مرزا قیمت ۱۹ روپیے صفحات ۱۰۹

۱۹۔ ڈائریکٹری اردو ناشرین وتاجران کتب مرتب انور علی دہلوی قیمت ۵۰ روپیے صفحات ۶۸۰

۲۰۔ دلّی کی تہذیب مرتب ڈاکٹر انتظار مرزا قیمت ۱۷ روپیے صفحات ۸۴

۲۱۔ اردو اور مشترکہ ہندوستانی تہذیب، مرتب ڈاکٹر کامل قریشی، قیمت ۳۹ روپے، صفحات ۴۵۹

۲۲۔ اردو غزل۔ مرتب ڈاکٹر کامل قریشی قیمت ۳۱ روپے صفحات ۳۵۹

مولانا ابوالکلام آزاد شخصیت اور کارنامے

بیسویں صدی کے عظیم مذہبی، فکری، سیاسی پیشوا مولانا ابوالکلام آزاد کی برگزیدہ شخصیت اور ان کے علمی، عملی کارناموں پر اہم دستاویز۔

مولانا نے ایک طرف قید و بند اور دار و رسن کی آزمائشوں میں زندگی گزاری اور دوسری طرف اپنی قوم اور خاص طور پر مسلمانوں کی فکری قیادت کی۔ وہ اگر مجاہدِ آزادی تھے تو عالم دین بھی تھے۔ انھیں قرآن، فقہ، علم الکلام، علم حدیث پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ وہ فلسفی تھے مفکّر تھے تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی۔ انھوں نے صحافت کے میدان میں قدم رکھا تو انقلاب برپا کر دیا۔ مولانا کا شمار اردو کے اعلیٰ ترین انشا پردازوں میں ہوتا ہے۔ تقریر میں ان کا ثانی ملنا مشکل تھا۔ مولانا اپنی افتادِ طبع، علم، ذہانت، اہلیت و صلاحیت، معاملہ فہمی اور دُور اندیشی کے لحاظ سے غیر معمولی انسان تھے، ایسے انسان جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

اردو اکادمی دہلی نے "مولانا ابوالکلام آزاد شخصیت اور کارنامے" کے عنوان سے جو کل ہند سیمینار منعقد کیا تھا اس میں پڑھے جانے والے مقالے اس کتاب میں یکجا کر دیے گئے ہیں جو چھ حصّوں میں تقسیم ہیں۔ سیرت و شخصیت، سیاست، مذہب، ادبی نثر، صحافت اور شاعری۔ اس کتاب میں جو مقالے شامل کیے گئے ہیں ان میں کوشش کی گئی ہے کہ مولانا کی شخصیت اور کارناموں کے ہر پہلو پر خاطر خواہ روشنی پڑ جائے۔

مولانا کی شخصیت اور کارناموں سے مکمل آگاہی کے لیے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔
تقریباً دو سو صفحات پر مشتمل مولانا کے مکمّل سوانح حیات درج کیے گئے ہیں اور مولانا کی تاریخی اور اہم ترین تصویریں بھی شامل کی گئی ہیں۔

مرتّب : ڈاکٹر خلیق انجم

صفحات: ۵۰۲

قیمت : ۴۸ روپے

سنہ اشاعت: ۱۹۸۶ء

بزمِ آخر

بزمِ آخر آج سے تقریباً سو سال قبل پہلی بار طبع ہوئی تھی۔ اس کے مصنف منشی فیض الدین ہیں، جن کی زندگی کا بیشتر حصہ مرزا محمد ہدایت افزا عرف مرزا الٰہی بخش کے ملازم کی حیثیت سے لال قلعے میں گزرا تھا۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب مغلوں کا چراغ گل ہوا تو مغل بادشاہوں اور قلعہ معلّٰی کے دم قدم سے دلّی جن روشن اور تاریخی روایات سے عبارت تھی وہ سب رفتہ رفتہ داستانیں بننے لگیں اور یہ احساس ہونے لگا کہ کہیں یہ داستانیں بھی فراموش نہ کر دی جائیں ایسے میں بعض ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ ہندوستان کی مشترکہ گنگا جمنی تہذیب و معاشرت، آداب و اخلاق اور دلّی کی زندگی اور ماحول کے تابناک نقوش کو صفحۂ قرطاس پر محفوظ کر لیا جائے۔ "بزمِ آخر" کی تصنیف کا پیش خیمہ یہی خیال بنا ہوگا یہ کتاب آخری مغل دور کے چشم دید حالات سناتی ہے اور اس تہذیب کا آئینہ ہے جو ہندوستان کو مغلوں کی دین ہے۔

"بزمِ آخر" میں ابونصر معین الدین اکبر شاہ ثانی کے زمانے سے لے کر ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ آخری بادشاہ دہلی کے عہد تک کے روز مرّہ کے کل برتاؤ، عادتیں، رسمیں، خانگی معاملات، دربار اور سواری کے قاعدے، جشن اور نذروں کے قرینے، زنانہ اور مردانہ میلوں کے رنگ، تماشوں کے ڈھنگ، تخت نشینی اور مرنے کی کیفیت وغیرہ، نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں جسے ڈاکٹر کامل قریشی نے اپنے جامع مقدمے کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

مصنّف : منشی فیض الدین

مرتّب : ڈاکٹر کامل قریشی

صفحات : ۱۲۴

قیمت : ۲۱ روپے

سنہ اشاعت: ۱۹۸۶ء

دہلی کی آخری شمع

"دلّی کا یادگار مشاعرہ عرف دہلی کی آخری شمع"، مرزا فرحت اللہ بیگ (مرحوم) کے ادبی کارناموں میں سے ایک ہے۔ مرزا صاحب کا شمار ان لوگوں میں ہے جنھوں نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب دہلی کے بعد انقلاب سے پہلے کی آخری جھلک سب کو کچھ اس انداز سے دکھائی کہ ایک جیتی جاگتی محفل آراستہ ہو گئی۔

"دہلی کی آخری شمع" کے پیش لفظ میں مرزا فرحت اللہ بیگ لکھتے ہیں کہ "مجھے بچپن سے شعرائے اردو کے حالات پڑھنے اور سننے کا شوق رہا مگر کبھی کوئی ایسی تحریک نہیں ہوئی جو ان کے حالات کو ایک جگہ جمع کرنے کا خیال پیدا کرتی ... اتفاق دیکھیے کہ پرانے قدیم کاغذات میں مجھے حکیم مومن خاں دہلوی کی ایک قلمی تصویر ملی۔ قلمی تصویر کا ملنا تھا کہ یہ خیال پیدا ہوا تو بھی محمد حسین آزاد مرحوم کے نیرنگِ خیال کی محفلِ شعرا کی طرح ایک مشاعرہ قائم کر، نگران لوگوں کے کلام پر تنقید کرنے کے بجائے صرف ان کی چلتی پھرتی تصویریں دکھا۔ خیال میں رفتہ رفتہ پختگی ہوئی اور اس پختگی خیال نے ایک مشاعرے کا خاکہ پیش نظر کر دیا۔" آزاد نے "نیرنگ خیال" میں تاریخ کے اکثر مشاہیر کو لا بٹھایا ہے۔ چنانچہ اس دربار کی رونق نے مرزا فرحت اللہ بیگ کو اکسایا۔ دوسری طرف مولوی کریم الدین کے مشہور تذکرے "طبقات الشعرائے ہند" نے ایک مشاعرے کا پتہ دیا۔ چنانچہ ان دونوں تحریروں کی روشنی میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے اس فرضی مشاعرے کی بنیاد رکھی۔ مولوی کریم الدین کا تذکرہ طبقات الشعرائے ہند ۱۸۴۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اور دہلی کی آخری شمع پہلی مرتبہ ۱۹۲۸ء میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔

دہلی کے اس یادگار مشاعرے کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قلعۂ معلّٰی اور اس کے باہر مشاعروں کے کیا آداب تھے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ اس مشاعرے کے سامع بھی ہیں اور راوی بھی۔ کلام اور شاعر کے پڑھنے کے انداز پر ان کے دلچسپ تبصرے اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر وہ سنجیدگی سے تنقید کی طرف توجہ کرتے تو اردو ادب کو کیا کچھ دے جاتے۔ دلّی کے اس یادگار مشاعرے کا نیا اڈیشن ڈاکٹر صلاح الدین اپنے جامع مقدمہ کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ بعض ضروری حواشی اور فرہنگ کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

مصنّف : مرزا فرحت اللہ بیگ

مرتّب : ڈاکٹر صلاح الدین

قیمت : ۲۳ روپے

سنہ اشاعت: ۱۹۸۶ء صفحات : ۱۴۷